ابوعبداللہ محمد اصغر توحیدی (گوجرانوالہ)

مسیحی عقیدہ تثلیث پر ایک تحقیقی نظر

الحمدلله وكفى والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده

اما بعد

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم

﴿لقد كفر الذين قالو ان الله هو المسيح بن مريم و قال المسيح يا بنی اسرائيل اعبدوا الله ربی وربكم انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وما وٰه النار وما للظالمين من انصار ٥ لقد كفر الذين قالو ان الله ثالث ثلاثة وما من اله الا اله واحد وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب اليم ٥ افلا يتوبون الى الله ويستغفرونه والله غفور رحيم ٥ ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صديقة كانا ياكلن الطعام انظر كيف نبين لهم الايات ثم انظر انى يؤفكون ٥ قل اتعبدون من دون الله ما لا يملك لكم ضرولا نفعا والله هو السميع العليم ٥﴾ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۰، آیت: ۷۲تا۷۶)

سب تعریفیں صرف اس اللہ واحد کیلئے مختص ہیں کہ جس نے انسانوں اور جنوں کی ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت انبیائے کرام علیہم السلام کو آسمانی کتابیں اور شرائع دے کر مبعوث فرمایا اور سب انبیائے کرام کے آخر میں اپنے حبیب مکرم رسول معظم، امام اعظم، ہادی کائنات جناب سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم نبوت کا بے مثل تاج پہنا کر اس دنیا میں ساری کائنات کیلئے قیامت تک کیلئے مبعوث فرمایا کہ جس کی تشریف آوری کے بعد کسی حقیقی مسلمان کو کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

درود وسلام ہو اس ہادی کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی پہ جو عرب کے ریگزاروں سے اٹھا اور جس نے انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلوں کی فلاح ونجات کی منزلوں کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ہم اس اہم مقالہ کے ذریعہ انسانیت کے ان بھٹکے ہوئے قافلوں کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ جنہیں فلاح ونجات کی منزل کی تلاش ہے۔ دین اسلام میں سب سے زیادہ عقیدہ توحید اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور ہر قسم کے شرک کی تردید کی گئی ہے۔

ہم نے بتوفیقہ تعالیٰ اللہ رب العزت کی مقدس کتاب قرآن کریم سے جو آیات بینات رقم کی ہیں، ان آیات بینات میں اللہ کریم نے نصرانیوں کے عقیدہ تثلیث کی۔ جو کہ ایک انتہائی غلیظ شرکیہ عقیدہ ہے، کی نقلی وعقلی دلائل کے ساتھ تردید فرمائی ہے۔ اللہ رب العزت نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ اپنا رب سمجھتے تھے، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو خالص عبادت الٰہی کی دعوت دی اور فرمایا میری قوم کے لوگو تم اس رب کی عبادت کرو، جو کہ میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے۔

قارئین محترم! ذرا توجہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے کیسی بہترین عقلی دلیل کے ساتھ نصرانیوں کے عقیدہ کا بطلان فرمایا کہ دیکھو تم عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب قرار دیتے ہو، جبکہ وہ تو تمہیں رب کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور خود بھی خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر وہ خود رب ہوتے تو وہ اپنی عبادت کی طرف دعوت دیتے، جبکہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو اس کی قطعاً دعوت نہیں دی۔ ان کا ایک رب کی عبادت کی دعوت دینا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نصرانیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب ماننا باطل ہے۔ اللہ رب العزت نے مزید ان لوگوں کے عقیدہ تثلیث (اللہ، مسیح اور روح القدس) کے اتحاد کا رد فرمایا اور ان لوگوں کو ایسے عقیدہ سے توبہ کرنے کی تاکید فرمائی اور عقلی دلیل کے ساتھ اس عقیدہ تثلیث کا رد فرمایا کہ دیکھو تم مسیح علیہ السلام اور اس کی والدہ کو میرا جز قرار دیتے ہو، جبکہ وہ تو کھانا کھاتے تھے تو وہ میرا جز کیسے ہو سکتے ہیں اور میں ہر قسم کی حاجت سے پاک ہوں۔

اب ذرا مسیحی عقیدہ کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

یہ بات تو ہر اہل علم کو معلوم ہے کہ مسیحی مذہب میں اللہ تین اقانیم (Three Persons) سے مرکب ہے۔ (باپ + بیٹا + روح القدس) اسی عقیدے کو عقیدہ تثلیث کہتے ہیں۔ نصرانیوں کے نزدیک باپ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بیٹا سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور روح القدس سے مراد باپ اور بیٹے کی صفت حیات اور صفتِ محبت ہے۔

اللہ کریم کو مسیحی مذہب میں باپ کیوں کہا جاتا ہے.....؟ اس کا جواب ایک مسیحی مفکر (الفریڈ ای گارڈ) نے یہ دیا ہے جو کہ ''انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس'' کے صفحہ ۵۸۵ جلد ۳ پر درج ہے۔

اس مسیحی سکالر کے کہنے کے مطابق اللہ کو باپ کہنا، اس سے کئی حقائق کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ ایک تو اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے، کہ تمام مخلوقات اپنے وجود میں اللہ کی محتاج ہیں، کہ جس طرح اولاد گھر میں رہتے ہوئے باپ کی محتاج ہوتی ہے اور دوسری طرف یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر اس طرح شفیق ومہربان ہے کہ جس طرح باپ اپنے بیٹے پر مہربان ہوتا ہے اور بیٹے سے مراد نصرانیوں کے نزدیک اللہ کی صفتِ کلام (Word of God) ہے۔ لیکن یہ انسانوں کی صفتِ کلام کی طرح نہیں ہے۔ انسانوں کی صفتِ کلام اور اللہ کی صفتِ کلام کے

درمیان فرق کرتے ہوئے ایک مسیحی سکالر''ایکوئنس'' اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انسانی فطرت میں صفتِ کلام کوئی جوہری (حسی) وجود نہیں رکھتی۔ اسی وجہ سے اس کو انسان کا بیٹا یا مولود نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اللہ کی صفت کلام ایک جوہر (یعنی حسی وجود) رکھتی ہے۔ اس لئے اس کو حقیقتاً نہ کہ مجازاً بیٹا کہا جاتا ہے اور اس کی اصل کا نام باپ ہے۔

گویا کہ مسیحی عقیدے کے مطابق اللہ کریم کو جس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ اسی صفت کلام کے ذریعہ سے ہوتی ہیں۔ (معاذ اللہ) اور اسی صفت کلام کے ذریعہ تمام اشیاء پیدا ہوتی ہیں اور یہ صفت باپ کی طرح قدیم اور جاودانی ہے اور اللہ کی یہی صفت یسوع (مسیح بن مریم) کی انسانی شخصیت میں حلول کر گئی تھی۔ جس کی وجہ سے یسوع (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو اللہ کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ (استغفر اللہ) اور روح القدس یہ صفت بھی صفتِ کلام کی طرح ایک جوہری وجود رکھتی ہے۔ باپ اور بیٹے کی طرح یہ بھی قدیم اور جاودانی ہے۔ اسی وجہ سے اسے ایک مستقل اقنوم (Person) کی حیثیت حاصل ہے۔ اسی صفت کے ذریعے اللہ کی ذات (باپ) اپنی صفت کلام (بیٹے) یعنی (مسیح بن مریم) سے محبت کرتی ہے اور بیٹا باپ (یعنی اللہ) سے محبت کرتا ہے۔ (دی سٹی آف گاڈ بائی آگسٹائن صفحہ ۱۶۸)

مسیحی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو جب بپتسمہ (ایک رسم غسل) دیا جارہا تھا تو یہی صفت (یعنی روح القدس) ایک کبوتر کے جسم میں حلول کر کے حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس کیلئے دیکھئے (انجیل متی باب نمبر۳ آیت نمبر۱۶)

اب نصرانی عقیدہ تثلیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تین اقنوم (اجزاء) یعنی شخصیتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ اللہ کی ذات جسے وہ باپ کہتے ہیں۔
۲۔ اللہ کی صفت جسے وہ بیٹا کہتے ہیں۔
۳۔ اللہ کی صفتِ حیات ومحبت جسے وہ روح القدس کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

ان تینوں میں سے ہر ایک (بقول مسیحیت) خدا ہے۔ لیکن یہ تینوں مل کر تین خدا نہیں ہیں' بلکہ ایک ہی خدا ہے۔ لیکن معزز قارئین کرام! اس جگہ ایک عقلمند انسان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے' کہ جب باپ اور بیٹا اور روح القدس میں ہر ایک کو خدا مان لیا جائے تو پھر خدا ایک کہاں رہا۔ وگرنہ تو لازماً تین ہو گئے۔ یہی وہ سوال ہے' جو موجودہ عیسائیت کی ابتداء سے لے کر اب تک ایک معمہ بنا ہوا ہے' جو حل ہونے میں نہیں آرہا۔ بڑے بڑے عیسائی علماء نے اس معمہ کو نت نئے انداز سے حل کرنے کی کوششیں کیں' لیکن وہ سوال تا حال ان سے حل نہیں ہو رہا اور نہ ہی قیامت تک ان سے یہ حل ہوگا۔ (ان شاء اللہ) بلکہ یہ سوال حل کرنے کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں کے کئی فرقے وجود میں آئے۔

دوسری صدی عیسوی کے اختتام اور تیسری صدی عیسوی کے آغاز میں اس مسئلے کے جو حل عیسائیوں کے مختلف فرقوں نے پیش کئے' ان کا دلچسپ حال ایک مسیحی سکالر پروفیسر مارس ریلٹن نے اپنی فاضلانہ کتاب ''دی اسٹڈی ان کرسچین ڈاکٹرائن'' میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ عیسائیوں کے ایک معروف اور بڑے فرقے کا نام ''رومن کیتھولک'' ہے۔ اس فرقہ کے علماء میں سے بیشتر نے اس معمہ کو حل کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تین کا ایک اور ایک کا تین ہونا ایک سربستہ راز ہے' جسے سمجھنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔

اسی بات کو برصغیر کے بعض پادری صاحبان نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ عقیدہ تثلیث متشابہات میں سے ہے کہ جس طرح قرآن کریم کے حروف مقطعات اور الرحمٰن علی العرش استوی کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا۔ بس اسی طرح عقیدہ تثلیث بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ حالانکہ پادری صاحبان کا یہ استدلال اور موقف بالکل غلط اور مغالطہ آفرینی پرمبنی ہے۔ اس استدلال کے غلط ہونے کی کئی وجوہات ہیں' وہ یہ کہ متشابہ آیات میں جو مفہوم پوشیدہ ہوتا ہے کہ جس کو ہم سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ وہ کبھی بھی دین کے ان بنیادی عقائد پر مشتمل نہیں ہوتا کہ جن پر ایمان لانا نجات کی اولین شرط ہو۔

اللہ کریم نے جن عقائد پر ایمان رکھنے کا ہم مسلمانوں کو پابند کیا ہے' وہ کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک عقیدہ ایسا ہے کہ جسے عقل کی کوئی دلیل چیلنج نہیں کر سکتی۔ متشابہات وہ چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کا سمجھ میں نہ آنا انسان کی نجات کیلئے چنداں مضر نہ ہو اور جس کے جاننے پر کوئی بنیادی عقیدہ یا عملی حکم موقوف نہ ہو۔ جبکہ اس کے برعکس عیسائی مذہب میں عقیدہ تثلیث وہ پہلا عقیدہ ہے کہ جس پر ایمان لائے بغیر انسان نجات ہی نہیں پاسکتا۔ اس لئے یہ استدلال بالکل فاسد اور حقائق کے خلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی عقیدہ تثلیث کو متشابہات میں سے تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کریم نے انسان کو ایک ایسی بات ماننے کا پابند کیا ہے' جو اس کی عقل سے ماوراء ہے۔ بالفاظ دیگر عیسائی عقیدے کے مطابق انسان کی نجات اور اس کا ایمان ایک ایسی چیز پہ موقوف ہے۔ جس کے سمجھنے سے وہ معذور ہے۔ جبکہ قرآنی آیات متشابہات کو سمجھنے پر اسلام اور ایمان کی بنیاد نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ساری زندگی متشابہات کے حقیقی مفہوم سے بالکل بے خبر بھی رہے' تو اس کے ایمان اور اسلام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جبکہ عقیدہ تثلیث میں ایسا نہیں ہے۔

دوسری بات اس سلسلہ میں ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ عقیدہ تثلیث کو متشابہ قرار دینا یا تو متشابہات کی حقیقت سے ناواقفیت کی دلیل ہے یا خود عیسائی مذہب سے وہ اس لئے کہ متشابہات سے مراد وہ باتیں ہوتی ہیں کہ جن کا مطلب انسانی سمجھ میں نہ آسکے۔ وہ باتیں مراد نہیں ہوتیں' جو عقل کے خلاف ہوں۔ گویا کہ متشابہات عقلِ انسانی سے ماوراء تو ضرور ہوتے ہیں' لیکن خلاف عقل نہیں ہوتے۔ اس فرق کو خوب سمجھ لیں۔ جبکہ عقیدہ تثلیث تو خلاف عقل بھی ہے وہ اس طرح کہ (1+1+1) ریاضی کے اصول کے مطابق تین ہوتے ہیں نہ کہ ایک۔

اسلام میں متشابہات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو

وہ ہے' جس کا سرے سے ہی کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ مثلاً حروف مقطعات کہ جن کا کوئی مفہوم ہی یقینی طور پر آج تک کوئی بیان نہیں کر سکا اور دوسری قسم متشابہات کی وہ ہے کہ الفاظ سے ایک ظاہری مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے' مگر اصل میں وہ اس کا اصل مفہوم نہیں ہوتا۔ ایک مسلمان اس کے ظاہری الفاظ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے اصل مفہوم اور کیفیت وحقیقت کو اپنے رب کے سپرد کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ عقیدہ تثلیث متشابہات کی ان قسموں میں سے پہلی قسم میں بھی داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ اس لئے کہ اس عقیدے میں جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کا ایک ظاہری مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے' اسی طرح یہ عقیدہ تثلیث متشابہات کی دوسری قسم میں بھی داخل نہیں۔ وہ اس طرح کہ اگر پادری صاحبان یوں کہتے ہیں کہ اس عقیدے کا ظاہری مفہوم عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کا ظاہری مفہوم مراد نہیں بلکہ کچھ اور مراد ہے' جو ہمیں معلوم نہیں۔ تب بھی کوئی معقول بات ہوتی۔ لیکن ستم یہ ہے کہ عیسائی مذہب تو یہ کہتا ہے کہ اس عقیدے کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے۔ اس لئے لازماً ہر عیسائی کو یہ ماننا پڑے گا کہ خدا تین اقنوم ہیں (معاذ اللہ) اور یہ تین ایک ہیں۔

گویا کہ دوسرے لفظوں میں وہ ایک خلافِ عقل بات کو اپنا عقیدہ بناتا ہے اور اس کی دلیل کو انسان کی عقل سے ماوراء سمجھتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس بحمد للہ ہم مسلمان مذکورہ آیات جیسے ﴿الرحمن علی العرش استوی﴾ کے بارہ میں یہ کہتے ہیں کہ اس کا ظاہری مفہوم یعنی (خدا کا عرش پر بیٹھنا) ہرگز مراد نہیں ہے' کیونکہ یہ خلاف عقل ہے گویا کہ ہم مسلمان کسی خلاف عقل بات کو عقیدہ نہیں بناتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی صحیح مراد ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ان متشابہ آیات کے بارہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ان آیات میں حقیقتاً جو دعویٰ کیا گیا ہے' وہ ہم نہیں سمجھ سکے۔ لیکن جو بھی دعویٰ ہے' وہ عقل کے مطابق اور دلیل کے موافق ہے۔ لیکن اس کے برعکس عقیدہ تثلیث کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اس میں جو دعویٰ کیا گیا ہے' وہ تو معلوم اور متعین ہے' لیکن اس کی دلیل ہماری سمجھ میں نہیں آتی' تو حاصل کلام اس ساری بحث کا یہ ہوا کہ عقیدہ تثلیث کو متشابہات سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس انتہائی پیچیدہ (عقیدہ تثلیث) کا موجد کون ہے۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ اس عقیدہ کی تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو قطعاً نہیں دی' تو پھر اس عقیدہ کو عیسائیت میں کس نے داخل کیا تو اس سلسلہ میں ہماری تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اس عقیدہ کو عیسائیت میں داخل کرنے والا پہلا شخص پولس یا پولوس تھا' بلکہ ہم پوری دیانتداری اور کامل وثوق سے کہتے ہیں اس ساری موجودہ عیسائیت کا بانی مبانی بھی یہی شخص ہے۔ ہم اس شخص کا مختصر تعارف عیسائی کتب سے پیش کرتے ہیں۔ پولس کی ابتدائی زندگی کے حالات تقریباً تاریکی میں ہیں۔ البتہ کتاب اعمال اور اس کے خطوط (عہد نامہ عتیق) سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں قبیلہ بنیامین میں ایک کٹر فریسی یہودی تھا اور اس کا اصل نام ساؤل تھا۔

فلپیوں کے نام خط میں وہ اپنے بارہ میں خود لکھتا ہے کہ آٹھویں دن میرا ختنہ ہوا۔ اسرائیل کی قوم اور بنیامین قبیلہ کا ہوں عبرانیوں کا عبرانی شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں۔ اس کیلئے دیکھئے "فلپیوں باب نمبر ۳ آیت نمبر ۵" اور مزید یہ کہ وہ روم کے شہر ترسس کا باشندہ تھا' جیسا کہ "کتاب اعمال" کے باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۲۸ سے ظاہر ہوتا ہے۔ نیز یہ شخص ابتداء میں عیسائیوں کا سخت دشمن تھا۔ لیکن پھر اچانک اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ مجھ پر آسمان سے مسیح کا جلال ظاہر ہوا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہودیت چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرتا ہے۔ حالانکہ اس شخص کی حضرت مسیح علیہ السلام سے قطعاً ملاقات ثابت نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اس نے اپنا نام تبدیل کر کے پولس رکھ لیا اور اس کے دعویٰ کو ابتداء میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری یہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھے کہ کل تک جو شخص ہمارا انتہائی جانی دشمن تھا' آج وہ سچے دل کے ساتھ ہمارے مذہب پر ایمان لے آیا ہے' لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک جلیل القدر حواری (صحابی) برناباس نے سب سے پہلے اس کی تصدیق کی اور ان کی تصدیق پر دوسرے حواریوں نے بھی تصدیق کر دی' جیسا کہ "کتاب اعمال" باب نمبر ۹' آیت نمبر ۲۶ تا ۳۰ سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے۔

اس کے بعد پولس حضرت مسیح علیہ السلام کے دیگر حواریوں کے ساتھ مل جل کر عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا اور اب اسے عیسائی مذہب کا سب سے بڑا پیشوا مانا جاتا ہے۔

یہ تو تھا اس شخص کا مختصر تعارف۔ ہم کہتے ہیں تثلیث کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی ایک بار بھی اپنی زبان سے بیان نہیں فرمایا' بلکہ اس کے برعکس وہ ہمیشہ عقیدہ توحید کی تعلیم دیتے رہے اور کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ خدا تین اقانیم سے مرکب ہے اور یہ تین مل کر ایک ہیں اور جو پادری صاحبان عقیدہ تثلیث پر ان اقوال سے استدلال کرتے ہیں' جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو باپ اور اپنے آپ کو بیٹا کہا ہے' لیکن درحقیقت یہ ایک اسرائیلی محاورہ ہے اور بائیبل میں کئی مقامات پر یہ محاورہ حضرت مسیح علیہ السلام کے علاوہ دیگر انسانوں پر بھی بولا گیا ہے۔ اس لئے دیکھئے (زبور باب ۸۹' آیت نمبر ۲۷)

کتاب ایوب باب نمبر ۳۸ آیت نمبر ۷' کتاب پیدائش باب نمبر ۶' آیت نمبر ۲ وغیرہم۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر مسیح علیہ السلام کے ان اقوال سے یہ استدلال کرنا جائز ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں تو پھر ان مذکورہ آیات سے بقول بائبل یہ ثابت ہوگا کہ دیگر انسان بھی اللہ کے بیٹے ہیں اور اس چیز کے پادری صاحبان بھی قائل نہیں ہے۔ اگر بفرض محال قائل بھی ہوں تو پھر بھی یہ نظریہ باطل ہوگا۔

وہ اس لئے کہ اللہ پاک کی ذات بیوی بچوں یا دیگر نقائص سے پاک ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ حضرت مسیح علیہ السلام نے عقیدہ توحید کی تبلیغ کی۔ اس بات کا ثبوت حضرت مسیح علیہ السلام کا وہ قول جو کہ انجیل مرقس باب نمبر ۱۲ آیت نمبر ۲۹ اور انجیل متی باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۳۶ میں ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اے اسرائیل سن

خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی پیاری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔''

انجیل یوحنا باب نمبر ۱۷ آیت نمبر ۳ میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے اللہ سے مناجات کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے خدائے واحد اور برحق اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔''

اس کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں درحقیقت خدا ہوں اور تمہارے گناہوں کو معاف کرنے کیلئے انسانی روپ میں حلول کر کے آ گیا ہوں۔ ہم کہتے ہیں عقیدہ تثلیث جو کہ ایک انتہائی پیچیدہ اور مشکل عقیدہ ہے کہ جس کا انسانی عقل خود سے ادراک نہیں کر سکتی تاوقتیکہ وحی کے ذریعہ اس کی وضاحت نہ کی جائے تو کیا اس عقیدہ کی پیچیدگی کا یہ تقاضا نہ تھا کہ اس عقیدہ کو حضرت مسیح علیہ السلام بذریعہ وحی خوب کھول کھول کر بیان کرتے اور لوگوں کو سمجھاتے تاکہ لوگ بعد میں کسی پیچیدگی اور ابہام میں مبتلا نہ ہوتے۔ چلو اگر اس عقیدے کی حقیقت انسانی سمجھ سے بالا تھی' تو کم از کم انہیں اتنا تو ضرور فرما دینا چاہئے تھا کہ یہ عقیدہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے۔ اس لئے تم اس کے دلائل پر غور کئے بغیر ہی اسے تسلیم کر لو۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی کوئی بات اس بارہ میں ارشاد نہیں فرمائی' اصل بات وہی ہے کہ جب تک حضرت مسیح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے ان کو عقیدہ توحید کی طرف دعوت دیتے رہے اور آخری زمانہ میں بھی جب ان کا آسمان سے نزول ہو گا تو پھر وہ دوبارہ عقیدہ توحید کی تبلیغ اور شرک کی تردید امت محمدیہ کے نظریہ کے مطابق کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

اس موقعہ پر بے ساختہ میرے ذہن میں ایک منظر سامنے آ گیا جو روز قیامت بپا ہو گا' کہ ایک مکالمہ اللہ رب العزت اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہو گا۔ آپ بھی سماعت فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ○ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید○﴾

گویا کہ قرآن مجید نے بھی اس بات کی تائید کر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کے داعی تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد دوسرا درجہ ان کے حواریوں کو حاصل ہے۔ جب ہم ان کے اقوال میں اس عقیدہ تثلیث کو تلاش کرتے ہیں' تو ہمیں وہاں بھی تثلیث یا حلول کا کوئی تصور نہیں ملتا۔

بائبل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں خداوند کا لفظ ان کی طرف ضرور منسوب ہے۔ لیکن یہ لفظ آقا اور استاد کے معنی میں بکثرت ستعمال ہوا ہے۔ انجیل کی کئی عبارتیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں' کہ حواریین حضرت مسیح علیہ السلام کو استاد کے معنی میں خداوند اور ربی کہتے تھے۔ جیسا کہ انجیل متی کے باب نمبر ۲۳' آیت نمبر ۸ تا ۱۰' میں صراحت موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مگر تم ربی نہ کہلاؤ' کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو' کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے' جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے۔ (یعنی مسیح) اس حوالہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حواری حضرت مسیح علیہ السلام کو ربی یا خداوند صرف استاد اور ہادی کے معنوں میں کہتے تھے۔ الہ اور معبود کے معنوں میں نہیں کہتے تھے۔ لہٰذا اس لفظ سے اس بات پر استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) اپنا خدا سمجھتے تھے۔ دوسری بات انجیل متی کے مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ بقول حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر کسی کو اپنا باپ نہیں کہنا چاہئے۔

لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ عیسائی حضرات اپنے پادری صاحبان کو احتراماً ''فادر'' کہتے ہیں۔ یہ رمز اور راز تو انہی سے پوچھنا چاہئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے برعکس اپنے پاپاؤں اور پادریوں کو ''باپ'' کیوں کہتے ہیں۔

ہاں تو بات چل رہی تھی کہ حواریوں کی نظر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا مقام تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ حواریوں کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام صرف ایک انسان اور پیغمبر تھے۔ بس اس سے زیادہ وہ ان کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ حواریوں میں سے ایک حواری جناب پطرس عیسائی مذہب میں ایک بلند ترین مقام کے حامل ہیں۔ وہ ایک مرتبہ یہودیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ ''کتاب اعمال'' کے باب نمبر ۲ آیت نمبر ۲۲ میں صراحت موجود ہے۔ وہ بھی ذرا سماعت فرمالیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا۔ جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا' جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو۔''

یہ بات واضح رہے کہ جناب پطرس حواری یہ خطاب یہودیوں کو مذہب عیسوی کی طرف دعوت دینے کے موقعہ پر کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر عقیدہ تثلیث اور عقیدہ حلول مذہب عیسوی کا بنیادی عقیدہ تھا' تو پھر جناب پطرس حواری کو چاہئے تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک شخص کہنے کی بجائے خدا کا ایک اقنوم کہتے اور (خدا کی طرف سے) کہنے کی جگہ وہ صرف خدا کہتے۔ انہوں نے چونکہ ایسی باتیں نہیں فرمائیں' تو معلوم ہوا کہ حواری بھی عقیدہ تثلیث کے قائل نہیں تھے اور نہ ہی اس عقیدہ کی تبلیغ کرتے تھے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ عیسائیوں کو حق بات واضح ہونے کے بعد قبول کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)